اسلام کا انسانِ مطلوب

از جناب سیّد اسعد گیلانی صاحب

[یہ تقریر ریڈیو کویت کی اُردو سروس میں ۱۸ راگست ۱۹۷۶ء کو نشر کی گئی]

اسلام کا انسانِ مطلوب مسلمان ہے اور اس کا بے خطا کامل ترین اور بے مثال نمونہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اس انسان کا پورا خاکہ قرآن میں دے دیا گیا ہے۔ گویا قرآنِ مجید اس مطلوبہ انسان کا مستند مرقع ہے۔ اسی لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

"کیا تم نے قرآن کا مطالعہ نہیں کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن ہی تھا۔"

گویا قرآن کے مثالی اور کامل نمونۂ انسان کی معیاری صورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے۔ اسی لیے تمام مومنین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں اور آپ کے اسوۂ مبارک کی پیروی کریں۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ "تمہارے لیے رسول اللہؐ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔"

اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عملی طور پر انسانِ مطلوب کا یہ مثالی اور کامل نمونہ پیش کرنے کے بعد قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ انسان کے خدوخال اور اوصاف کو بھی جابجا بیان کیا ہے۔ اگر ہم "اسلام کا مطلوبہ انسان" کا عنوان دے کر قرآن کا مطالعہ کرتے چلے جائیں اور قرآن میں جابجا مومن کی دی گئی صفات کو اس عنوان کے تحت لکھتے چلے جائیں تو بالآخر سیرت، اعمال، کردار، افکار اور اوصاف کا ایک ایسا خاکہ تیار ہو جاتا ہے جسے ہم اسلام کے 'انسانِ مطلوب' کا خاکہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر ان صفات کو اپنے کردار اور اعمال میں جذب کرنے کی کوشش کریں تو ہم اسلام کے انسانِ مطلوب کے نقشے میں

حسبِ حیثیت اور بقدرِ صلاحیت رنگ بھر سکتے ہیں۔ یہ رنگ جو قرآن کے بتائے ہوئے نقشہ کے مطابق کسی کردار میں بھرا جاسکتا ہے، صبغۃ اللہ کہلاتا ہے اور جس قدر صبغۃ اللہ گہرا ہوتا جاتا ہے اسلام کے انسانِ مطلوب کے نقش و نگار نکھرتے چلے جاتے ہیں۔

اسلام کا انسانِ مطلوب کسی غار میں نہیں پایا جاتا بلکہ دنیا کی بھرپور مصروفیات میں رہ کر وہ کارِ دنیا کو خدا کی ہدایت کے مطابق سرانجام دیتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ دنیا سے فرار ہو کر کسی خانقاہ میں بھی پناہ گزین نہیں ہوتا۔ بلکہ دنیا کو خدا کی بندگی میں لانے کی سعی کرتا ہے۔ وہ مارکس کا معاشی حیوان نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک معتدل، معقول، خدا ترس، سنجیدہ اور متوکل انسان ہوتا ہے جسے خدا کی ذات اور پھر اپنی ذات پہ اعتماد ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو پورے شعور کے ساتھ جانتا ہے اور اسی شعور کی مدد سے وہ اپنے مالک اور خالق کو بھی پہچانتا ہے۔ وہ حضرت علیؓ کے قول مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کے مصداق اپنی ذات کے عرفان کی روشنی میں اپنے مالک کو پہچانتا اور اس کے حقوق ادا کرتا ہے۔ وہ خدا کا ایک ایسا سیدھا سادھا شریف اور بااصول بندہ ہوتا ہے جو نہ کسی کو دھوکا دیتا ہے، نہ کسی سے دھوکا کھاتا ہے اور نہ کسی سے خوف اور طمع کا تعلق رکھتا ہے۔ وہ بقولِ حضرت عیسیٰؑ کبوتر سے زیادہ معصوم اور سانپ سے زیادہ ہوشیار اور چوکنا ہوتا ہے۔ اسی لیے حضورِ اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ:

"مومن کی بصیرت سے ڈرو وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے"۔

اور یہ کہ:

"مومن ایک بل سے دو بار ڈسا نہیں جاتا"۔

اسلام کا انسانِ مطلوب، مسلمان ایک خاص وضع کا انسان ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ کی اولاد بنی نوعِ انسان ہے اور اس پوری نوع کے مختلف گروہوں میں سے مسلمانوں کو چھانٹ چھانٹ کر علیحدہ کر کے ایک گروہ بنایا گیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔ یعنی مسلمان ایک بہترین اُمت ہیں جسے لوگوں کی خاطر کھڑا کیا گیا ہے۔ اس کا کام نیکی کا حکم، بدی کی ممانعت اور خدا کا کلمہ بلند کرنا ہے۔

اسلام کے انسانِ مطلوب میں تین بنیادی شرائط کا پایا جانا لازم ہے:

•۔ وہ سخت قسم کا موحّد انسان ہوتا ہے۔ وہ خدا کی ذات کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہیں بناتا اور اپنی تمام توقعات اور عبادات صرف اسی سے وابستہ رکھتا ہے۔

•۔ وہ سب انبیاء کو مانتا ہے اور حضورؐ اکرم کی ہدایات کا پابند اور علمبردار ہوتا ہے۔

•۔ وہ خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنے دنیا کے تمام اعمال و افکار کے لیے جوابدہی کا شدید اور واضح شعور رکھتا ہے۔

یہ تینوں صفات اس میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے بغیر اسلام کے انسانِ مطلوب کا ہیولیٰ تیار نہیں ہوتا۔

اس کے بعد پھر وہ اضافی صفات ہیں جن کی مدد سے وہ بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج حاصل کرتا چلا جاتا ہے جس کے سبب وہ معیاری اور مثالی نمونے کے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ قرآن نے مختلف سورتوں میں مختلف مقامات پر مفصل ارشادات ان صفات کو بیان کرنے کے لیے وقف کیے ہیں۔ جو سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ الفرقان، سورۂ لقمان، سورۂ انعام، سورۂ توبہ، سورۂ بقرہ اور سورۂ مومنون میں ہم کو ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ احادیثِ رسولؐ اللہ میں بھی اس کی پوری تصویر کشی کی گئی ہے۔ مثلاً سورۂ الفرقان میں اسلام کے انسانِ مطلوب کی تصویر یوں پیش کی گئی ہے:

•۔ وہ زمین پر نرم روی کی چال اختیار کرتے ہیں جو کبر و غرور اور جبر و تشدد کے منافی ہے۔

•۔ وہ جہلا سے واسطہ پڑ جائے تو سلام کہہ کر پہلو تہی کر لیتے ہیں۔

•۔ وہ راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ کی عبادت اور بندگی بجا لاتے ہیں۔

•۔ وہ خرچ میں نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

•۔ وہ خدا کے ساتھ کسی کو پکار کر اسے خدا کا شریک نہیں بناتے۔

•۔ وہ ناحق کسی کی جان ہلاک نہیں کرتے۔

•۔ وہ زنا سے اجتناب کرتے ہیں۔

•۔ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔

•۔ وہ فضولیات اور لغویات کے ہجوم میں باوقار طریقے سے گزر جاتے ہیں۔

سورۂ مومنون میں اس انسان کی تصویر یوں دی گئی ہے :

- ان کی نمازوں میں خشیتِ الٰہی کا رنگ غالب ہوتا ہے۔
- وہ اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کرتے ہیں
- وہ امانتوں اور وعدوں کے امین اور محافظ ہوتے ہیں۔

پھر سورۂ لقمان میں ان کی جھلک یوں دکھائی گئی ہے :

- وہ زمین میں تکبر اور سرکشی سے نہیں چلتے۔
- وہ معاملات میں اعتدال اختیار کرتے ہیں۔
- وہ اپنی آواز کو غیر سنجیدہ طریقے پر بلند نہیں کرتے بلکہ دھیمی رکھتے ہیں۔

سورۂ توبہ میں ان کے بارے میں فرمایا گیا :

- وہ اپنے گناہوں پر توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔
- وہ خدا کی حمد کے خوگر ہوتے ہیں۔
- وہ اللہ کی راہ میں گھر سے نکلتے ہیں۔
- وہ رکوع و سجود کرتے ہیں۔
- وہ بدیوں کی روک تھام کرتے ہیں۔
- وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کے سختی سے پابند ہوتے ہیں۔

یہ وہ چند قرآنی خدوخال ہیں جو اسلام کے انسانِ مطلوب میں کسی نہ کسی درجے میں ہونے ضروری ہیں۔ چنانچہ انہی کی روشنی میں اسلام کے معلمینِ اخلاق نے پھر مزید صفات اور بھی بیان کئے ہیں، مثلاً :

- وہ صحبتِ صالح اختیار کرتے اور بھلے لوگوں کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں۔
- وہ نیک لوگوں کے اچھے اعمال کو اپنے لیے مثال بناتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔
- وہ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔
- وہ علمِ حق کے طالب، حق کے جویا اور پرستار، نیتِ خیر کے حامل اور بیدار ضمیر ہوتے ہیں۔
- وہ بلند اخلاق، فراخ حوصلہ، فیاض، نرم خو، حساس اور دین کی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں۔
- وہ باہمی محبت کرنے والے، خداترس، کھرے، حق گو، نفاق سے پاک، صابر و شاکر، وفاشعار

اور ہر وقت توبہ و استغفار کرنے والے ہوتے ہیں۔

ان خوبیوں کے ساتھ جن بُرائیوں سے وہ سختی کے ساتھ بچتے ہیں ان کا بھی جا بجا ذکر کیا گیا ہے۔

وہ فحش، جھوٹ، غیبت، بدگوئی، بدگمانی، وعدہ خلافی، الزام تراشی، خوشامد، بخل، غیظ و غضب، بغض، کینہ، فضول خرچی اور حسد سے اس طرح بچتے ہیں جس طرح سارے انسان سانپوں سے بچتے ہیں۔

غرض اسلام کا انسانِ مطلوب کوئی ڈھکا چھپا انسان نہیں ہوتا وہ معاشرے میں اپنے اطوار و اعمال سے جانا پہچانا انسان ہوتا ہے۔

- وہ دین سے مخلصانہ محبت کا حامل ہوتا ہے اور اس کے لیے ہر قربانی دے سکتا ہے۔
- وہ دین کی معرفت یعنی علمِ دین حاصل کرتا اور خدا و رسولؐ کے احکام سے آگاہ ہوتا ہے۔
- وہ دین کی حفاظت کرتا اور اس کو اپنے اعمال میں محفوظ کرتا ہے۔
- وہ دین کے راستے میں ہر مشکل کے وقت استقامت کا راستہ اختیار کرتا ہے۔
- اور وہ دینی خدمات میں مسابقت کر کے دوسروں سے زیادہ سے زیادہ آگے بڑھنے کی سعی کرتا ہے۔

یہ ہیں وہ چند صفاتِ مطلوب، جو اگر کوئی انسان اپنے اندر پیدا کرے تو وہ حقیقی طور پر اسلام کا انسانِ مطلوب بن جاتا ہے۔